زیر سایۂ کرم: جانشین حضور مفتی اعظم ہند

وارث علوم اعلیٰ حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری مدظلہ العالی بریلی شریف

علم کا مرکز بریلی شریف

عُبید غوث و خواجہ، رضا و کل اولیاء
محمد جمال الدین خان قادری رضوی
ضلع بہرائچ شریف یو. پی. الہند
موبائل نمبر: ← 7860520899

مسلکِ اعلیٰ حضرت زندہ باد

ماخوذ

مسلک اعلیٰ حضرت

مصنف: ڈاکٹر محمد اعجاز انجم لطیفی (بریلی شریف) ماہنامہ سنی آواز (ناگپور)

زیر اہتمام آل انڈیا جماعت رضائے مصطفیٰ شاخ بھیونڈی

Mob.: 09604383988 / 09011727265 / 09320713974

زیر سایۂ کرم: جانشین حضور مفتی اعظم ہند

وارث علوم اعلیٰ حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری مدظلہ العالی بریلی شریف

مرکز بریلی

مسلکِ اعلیٰ حضرت زندہ باد

ماخوذ

مسلک اعلیٰ حضرت

مصنف: ڈاکٹر محمد اعجاز انجم لطیفی (بریلی شریف) ماہنامہ سنی آواز (ناگپور)

زیر اہتمام آل انڈیا جماعت رضائے مصطفیٰ شاخ بھیونڈی

Mob.: 09604383988 / 09011727265 / 09320713974

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پہلے اسے پڑھئے

مسلک اعلیٰ حضرت زندہ باد و پائندہ باد

حضرت علامہ سید شاہ آل رسول حسنین میاں برکاتی نظمی علیہ الرحمہ (مارہرہ شریف)

عجیب طرفہ تماشا ہے کہ اعلیٰ حضرت کی تصانیف سے تو فائدہ اٹھاتے ہیں اور خود اعلیٰ حضرت کو نیچا دکھانے کی فکر کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کو کہتے ہیں۔ محسن کش، احسان فراموش، بے ایمان، بے ضمیر وغیرہ اعلیٰ حضرت کی تنقیص کے جنون میں مبتلا ہے۔ افسوس کچھ نام نہاد سیدزادے بھی مخالفین کے اس لشکر میں شامل ہو گئے ہیں۔ یہ سیدزادے اتنا بھی نہیں سوچتے کہ اعلیٰ حضرت نے ان کے نانا جان کے دین کی حفاظت کے لئے کتنی محنت کی۔ وہابیوں اور دیوبندیوں نے اعلیٰ حضرت کی جائیداد پر قبضہ نہیں کیا تھا۔ ان کے آباؤ اجداد کی شان میں گستاخیاں کی تھیں۔ ان ملاعنہ نے خاندان اہل بیت کو اپنا نشانہ بنایا تھا۔ نبی کی توہین کی تھی۔ قاعدے سے خاندان اہل بیت کے افراد کو ہی ان دشنام طرازیوں کا جواب دینا چاہیے تھا۔ مگر اعلیٰ حضرت نے نبی کے ایک غلام کی حیثیت سے اپنا سینہ سپر کر دیا اور دشمنوں کا ہر وار اپنے اوپر جھیلا۔ کون مائی کا لال ہے جو جان بوجھ کر کسی کے لئے اپنی جان خطرے میں ڈالے؟ اعلیٰ حضرت نے جس بدعقیدگی کو چیلنج کیا تھا وہ بڑی طاقتور جماعت تھی۔ اس کے پاس دنیا کے سارے مادی وسائل تھے۔ حکومت میں اونچی کرسیاں، بڑے صاحب منصب ان کے پشت پناہ، پیسے کی ریل پیل، اعلیٰ اختیارات والے ان کے حامیین میں شامل۔ ایسوں سے ٹکر لینا وہ بھی ایک دو سال کی بات نہیں۔ امام احمد رضا نے محض اپنے رب کی خوشنودی کے لئے دین کے دشمنوں سے لوہا لیا۔ انہوں نے بڑے جوش سے مسلمانوں کے عقائد و ایمان کا تحفظ کیا، علمائے اسلام کو عظیم کارنامہ انجام دیا اور دین و ملت کی تجدید فرمائی۔ امام احمد رضا نے وہی

میں اسلام کو نہیں مانتا تو اس کا حکم کیا ہوگا؟ ظاہر ہے۔ اور قریب سے بات سمجھئے اگر کوئی یہ کہے کہ میں مذہب اہلسنت کو نہیں مانتا تو اس کا حکم کیا ہوگا۔ یہ بھی ظاہر ہے کیوں کہ مذہب اہلسنت سے انکار بلاشبہ مذہب حقہ مذہب اسلام سے انکار ہے۔ اس زمانے میں مسلک اہلسنت اور مسلک اعلیٰ حضرت مترادف لفظ ہے۔ لہذا مسلک اعلیٰ حضرت سے قصداً انکار مسلک اہل سنت سے انکار ہے۔ اور مسلک اہلسنت سے انکار مذہب اسلام سے انکار ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم۔ احقر عبد المنان اعظمی غفرلہ)

اصطلاح مسلک اعلیٰ حضرت کا جواز (فتویٰ)

سوال:- کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ مسلک اعلیٰ حضرت کی اصطلاح درست ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے مسلک چار ہی ہیں۔ حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی۔ لہذا مسلک اعلیٰ حضرت کہہ کر پانچواں مسلک ایجاد کرنا جائز نہیں۔ بکر کہتا ہے مسلک اعلیٰ حضرت آج مسلک حق کی شناخت ہے اور حقیقت یہ مسلک حنفی کا ہی دوسرا نام ہے الگ پانچواں مسلک نہیں ہے۔ لہذا مسلک اعلیٰ حضرت کہنا جائز ہے۔ پھر اس سلسلے میں عمرو کہتا ہے کہ اگر اہلسنت کی شناخت اور اس کے تشخص کے لئے ایک نام کی ضرورت پڑ گئی تھی تو اس میں اعلیٰ حضرت ہی کی جانب مسلک کو منسوب کیا جائے اس کی کیا علامت ہے؟ یہ مسلک تو علامہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی طرف منسوب کیا جا سکتا تھا۔ مسلک فضل حق خیرآبادی کے نام سے یہ تشخص قائم کیا جا سکتا تھا۔ مسلک مجدد الف ثانی سے بھی مسلک اہلسنت کی پہچان کرائی جا سکتی تھی؟ آخر علماء اہلسنت نے مسلک کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ عنہ کی طرف ہی کیوں منسوب کیا؟ اس بارے میں کافی چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں جتنے منہ اتنی باتیں۔ اس حوالے سے عوام و خواص میں آج کافی انتشار ہے۔ تفصیل اور مدلل نیز آسان شکل میں جواب تحریر فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

المستفتی: حاجی محمد خلیل احمد رضوی صدر مرکزی مسجد بازار عثمانی روڈ ترکیسر (کرناٹک)

الجواب:- مسلک حق واقعی کی نسبت حضرت شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی و حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی و حضرت مجدد الف ثانی علیہم الرحمۃ والرضوان کی طرف بھی بلاشبہ جائز و درست ہے۔ کہ یہ حضرات مسلک واقعی حنفی کے ترجمان تھے مگر اس زمانے میں چونکہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ نے مسلک حنفیہ کو نہایت واضح طور پر وہابیت و دیوبندیت سے علیحدہ کر کے بیان فرمایا۔ اس لئے ان

مفتی اعظم دہلی: حضرت علامہ الحاج مفتی محمد مظہر اللہ صاحب نقشبندی شاہی امام و خطیب جامع مسجد فتح پوری دہلی علیہ الرحمہ فقیر راقم الحروف محمد حسن علی الرضوی غفرلہ کے نام اپنے ایک اہم مکتوب گرامی میں ارقام فرماتے ہیں "اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مسلک و تحقیقات میں کس کا زہرہ ہے کہ جرأت لب کشائی کر سکے۔"

مفتی ابوالبرکات: مولانا سید احمد قادری فقیر (علامہ حسن علی صاحب میلسی) کے ایک جواب میں ارشاد فرماتے ہیں "تعجب ہے کہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت بریلوی قدس سرہ کے قائل ہوتے ہوئے فقیر سے استفتاء کیا جا رہا ہے فقیر کے آباؤ اجداد کا وہی مسلک ہے جو اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا ہے۔"

مسلک اعلیٰ حضرت

ہیں اور بھی عظیم تر علمائے حق قلیل	ہے چودھویں صدی مگر احمد رضا کے نام

آج کل لوگوں میں یہ بات عام ہوتی جا رہی ہے کہ مسلک اعلیٰ حضرت کوئی مسلک نہیں ہے اس لئے اس کا اظہار بذریعہ تحریر و تقریر درست نہیں۔ اسی پر بس نہیں بلکہ بعض حضرات نے تو اس کی مخالفت کے لئے تحریک شروع کر دی ہے۔ بعض کوتاہ فہم کم نظر نے تو مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ لگا کر تبلیغ و ہدایت کی راہ میں رکاوٹ کا سبب اور ذریعہ تسلیم کیا ہے۔ اور دھڑا دھڑ جانے کیا کیا اپنی تحریر و تقریر میں کہنا شروع کی ہے۔ زیر نظر مضمون میں کسی کی تردید کے بجائے قارئین کو بتا دینا چاہوں گا کہ میرے نزدیک اس کی اصل کیا ہے اس کے وجود کا ثبوت ہے۔ چونکہ اس پر کچھ لکھا جائے کیونکہ جب تک کسی شئی کا وجود نہیں ہوتا اس کی نفی کا تصور ممکن ہی نہیں۔ یہ اصول کا مسلمہ قاعدہ ہے۔ اس کا برملا اظہار چند سال سے ہو رہا ہے۔ حالانکہ اس سے قبل لوگ سنی صحیح العقیدہ ہونے کی تصدیق اسی وقت کرتے تھے جب کہ اپنے آپ کو مسلک اعلیٰ حضرت کا حامی بتاتا تھا۔ یہی نہیں بلکہ اکثر سنی مدارس میں شرائط داخلہ کے طور پر یہ حلف لیا جاتا تھا کہ وہ ہمیشہ مسلک اعلیٰ حضرت کے مطابق عمل پیرا رہے گا۔ مگر صد افسوس کہ آج وہی حضرات اس سے منحرف نظر آتے ہیں۔ مسلک اعلیٰ حضرت کوئی نیا مسلک نہیں ہے بلکہ امام اعظم ابو حنیفہ ہی کا مسلک ہے۔ اعلیٰ حضرت امام اعظم ہی کے مقلد تھے۔ اور آپ نے انہیں کے اصول پر مسائل شرعیہ کا استنباط اور استخراج ثابت کیا ہے۔ لہٰذا مذہب امام اعظم ہی کا ہوا جس طرح

سے امام محمد و امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہما امام اعظم کے اصول کی تقلید کرتے ہوئے مسائل کا استخراج کیا کرتے تھے تو کوئی یہ نہیں کہتا کہ یہ صاحبین کا مذہب ہے۔ البتہ یہ ضرور کہا جاتا ہے کہ فلاں قول صاحبین کے قول پر ہے تو آپ یہ نتیجہ نکالیں کہ مسلک اعلیٰ حضرت مذہب امام اعظم ہے۔ ہم اس میں کوئی تفریق نہیں کرتے۔ لیکن اتنا ضرور کہیں گے کہ مذہب امام اعظم کا تشخص دور حاضر میں مسلک اعلیٰ حضرت ہی سے ہے۔

وجہ تسمیہ: "مسلک اعلیٰ حضرت" کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ تقریباً دو صدی قبل ہندوستان کی سرزمین پر کئی نئے فرقوں نے جنم لیا اور ان فرقوں کے علمبرداروں نے اہلسنت وجماعت کے عقائد ومعمولات کو شرک و بدعت قرار دینے کی شرمناک روش اختیار کی۔ خصوصاً مولوی اسماعیل دہلوی نے وہابی مسلک کی اشاعت کے لئے جو کتاب تقویۃ الایمان کے نام سے مرتب کی اس میں علم غیب مصطفیٰ ﷺ، حاضر و ناظر، شفاعت، استمداد، ندائے یا رسول اللہ ﷺ، حیات النبی ﷺ، اختیارات نبی ﷺ وغیرہ تمام عقائد ومعمولات کو کفر و شرک قرار دے دیا۔ جب کہ یہ سارے عقائد دور اول سے قرآن وسنت سے ثابت شدہ ہیں۔ اسی طرح میلاد و قیام، صلوٰۃ وسلام، ایصال ثواب، تیجہ، دسواں، چالیسواں، برسی، عرس، یہ سب معمولات جو صدیوں سے اہلسنت وجماعت میں رائج ہیں اور علماء امت نے انہیں باعث ثواب قرار دیا ہے۔ لیکن نئے فرقوں کے علمبرداروں نے ان عقائد ومعمولات کو شرک و بدعت قرار دیتے ہوئے اپنی ساری توانائی انہیں مٹانے پر صرف کیں۔ اسی زمانے میں علمائے اہلسنت نے اپنے قلم سے ان عقائد ومعمولات کا تحفظ فرمایا اور تحریر وتقریر اور مناظروں کے ذریعہ ہر اعتراض کا دندان شکن جواب دیا۔

عقائد کی اسی تحریک آزادی کے دور میں بریلی کی سرزمین پر امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ پیدا ہوئے۔ آپ ایک زبردست عالم دین تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ علمی صلاحیتوں سے مالا مال فرمایا تھا۔ آپ تقریباً پچپن علوم وفنون میں مہارت رکھتے تھے۔ خصوصاً علم فقہ میں آپ کے دور میں کوئی آپ کا ثانی نہ تھا۔ آپ نے اپنے دور کے علماء اہلسنت کو دیکھا کہ وہ باطل فرقوں کے

اعتراضات کے جوابات دے کر عقائد اہلسنت کا دفاع کر رہے ہیں۔ تو آپ نے بھی اس عظیم خدمت
کے لئے قلم اٹھایا اور اہلسنت کے عقائد کے ثبوت میں دلائل و براہین کا انبار لگا دیا۔ ایک ایک عقیدہ کے
ثبوت میں کئی کئی کتابیں تصنیف فرمائیں۔ اس طرح بے شمار موضوعات پر ایک ہزار سے زائد کتابوں
کا عظیم ذخیرہ مسلمانوں کو عطا فرمایا۔ بہر حال آپ نے باطل فرقوں کے رد میں اور عقائد و معمولات
اہلسنت کی تائید میں جو عظیم خدمات انجام دیں۔ اس بنیاد پر آپ علماء اہلسنت کی صف میں سب سے
نمایاں اور ممتاز ہو گئے۔ عقائد اہلسنت و جماعت کی زبردست وکالت کرنے کے سبب یہ عقائد امام
احمد رضا کی ذات کی طرف منسوب ہونے لگے۔ اور اب حال یہ ہے کہ آپ کی ذات اہلسنت کا ایک عظیم
نشان کی حیثیت سے تسلیم کر لی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی حجازی یا شامی، یمنی یا عراقی و مصری جب مدینہ
منورہ میں "یا رسول اللہ" کہتا ہے تو نجدی اسے بریلوی کہتے ہیں۔ حالانکہ اس کا تعلق بریلی شریف سے نہیں
ہوتا اسی طرح اگر کوئی "یا شافع محشر" کہہ کر نبی کریم ﷺ سے شفاعت طلب کرتا ہے تو وہ چاہے ترکی
افریقی کا، چاہے ملایا کیوں نہ ہو وہابی اسے بھی بریلوی ہی کہتے ہیں۔ اس کی وجہ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ
اسلاف کے وہ عقائد ہیں جس کی امام احمد رضا قدس سرہ العزیز نے دلائل کے ذریعے شدومد سے تائید
فرمائی ہے۔ اور ان عقائد کے ثبوت میں سب سے نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ جس کی وجہ سے یہ
عقائد امام احمد رضا سے اس قدر منسوب ہو گئے ہیں کہ دنیا کا کوئی بھی مسلمان اگر ان عقائد کا قائل ہو تو
اسے مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی طرف منسوب کرتے ہوئے انہیں بریلوی ہی کہا جاتا ہے۔

اب چونکہ ہندوستان میں فرقوں کی کثرت ہے جیسے وہابی، دیوبندی، مودودی، نیچری، قادیانی
وغیرہ۔ اس لئے اہل سنت و جماعت کی شناخت قائم کرنا دشوار ہو گیا ہے کیوں کہ دیوبندی فرقہ بھی اپنے
آپ کو اہلسنت ہی کہلاتا ہے جب کہ دیوبندیوں کے عقائد بھی وہی ہیں جو وہابیوں کے ہیں۔ فرق صرف
اتنا ہے کہ وہابی اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں اور ائمہ اربعہ میں سے کسی کی تقلید نہیں کرتے
۔ اور دیوبندی تقلید تو کرتے ہیں لیکن وہابیوں کے عقائد کو حق مانتے ہیں اس لئے موجودہ دور میں
در حقیقت اہلسنت و جماعت کون ہے یہ کہنا بہت دشوار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے علماء اہلسنت

وجماعت کو دیگر فرقوں سے ممتاز کرنے کے لئے "مسلک اعلیٰ حضرت" کا استعمال مناسب سمجھا۔ اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ آپ جو مسلک اعلیٰ حضرت کا ماننے والا کہلائے گا۔ اس کے بارے میں خود بخود یہ تصدیق ہو جائے گی کہ علم غیب، حاضر و ناظر، استمداد، شفاعت وغیرہ کا قائل ہے اور معمولات اہلسنت میلاد و قیام صلوٰۃ وسلام وغیرہ کو بھی باعث ثواب سمجھتا ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ ہمیں صرف اپنے آپ کو سنی کہنا کافی ہے تو میں یہ کہوں گا کہ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو سنی کہے تو آپ اسے کیا سمجھیں گے۔ یہی نا کہ سنی ہے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید کرتے ہوئے وہابی عقائد کو حق ماننے والا۔ یا پھر یا رسول اللہ ﷺ کہنے والا۔ میلاد و فاتحہ کرنے والا۔ تیجہ و چالیسواں کرنے والا، صلوٰۃ وسلام پڑھنے والا۔

ظاہر ہے صرف سنی کہنے سے کوئی شخص پہچانا نہ جائے گا مگر کوئی اپنے آپ کو صرف بریلوی کہے تو فوراً سمجھ میں آجائے گا کہ یہ سنی بھی ہے اور سچا سنی بھی۔ یا پھر اپنے آپ کو کوئی مسلک اعلیٰ حضرت کا ماننے والا کہے تو بھی اس مسلمان کے عقائد و نظریات کی پوری نشاندہی ہو جاتی ہے۔

شناخت کی ضرورت: اہل ایمان کو ہر دور میں شناخت کی ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ دیکھئے مکی دوریوں میں جب اسلام کی دعوت عام ہوئی تو اس وقت ہر صاحب ایمان کو مسلمان کہا جاتا تھا۔ اور جب بھی کوئی کہتا کہ میں مسلمان ہوں تو اس شخص کے بارے میں فوراً یہ سمجھ میں آجاتا کہ یہ اہلسنت وجماعت سے تعلق رکھتا ہے۔ یعنی خدا کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہے اور نبی کریم ﷺ کی رسالت کو تسلیم کرتے ہوئے آپ کی تعلیمات پر عمل کرتا ہے۔ لیکن ابھی ایک صدی بھی نہ گزری تھی کہ اہل ایمان کو اپنی شناخت اور امتیاز کے لئے مسلمان کے ساتھ ایک لفظ کی ضرورت محسوس ہوئی اور وہ لفظ "سنی" ہے۔

وجہ یہ تھی کہ کچھ نئے فرقوں نے جنم لیا تھا انھیں میں سے ایک فرقہ پیدا ہوا جس کو ہم اور آپ رافضی (شیعہ) کے نام سے یاد کرتے ہیں ان لوگوں نے معاذ اللہ حضرت سیدنا صدیق اکبر، حضرت سیدنا فاروق اعظم، حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر تبرا (لعن طعن) کرنا شروع کر دیا۔ اور وہ لوگ حد سے تجاوز کر گئے۔ لیکن وہ لوگ بھی اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتے تھے اس لئے اس دور میں اہلسنت نے اپنے آپ کو سنی مسلمان کہا۔ صرف مسلمان۔ اگر کوئی اپنے آپ کو کہتا تو اس کے بارے میں یہ

سوال پیدا ہوتا کہ یہ کونسا مسلمان ہے؟ حضرت سیدنا صدیق اکبر، حضرت سیدنا فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ماننے والا مسلمان ہے۔ یا ان پر تبرا (لعن طعن) کرنے والا؟ لیکن اگر کوئی اپنے آپ کو سنی مسلمان کہتا تو اس کے بارے میں یہ سمجھ میں آجاتا کہ یہ خلفاء اربعہ کو ماننے والا مسلمان ہے۔ اس طرح خلفاء پر لعن طعن کرنے والے رافضیوں کے مقابلے میں اہلسنت کی ایک الگ شناخت قائم ہوگئی۔ "سنی مسلمان"۔

غالباً اسی زمانے کی بات ہے کہ کچھ لوگوں نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب اہلسنت وجماعت کی علامت دریافت کی تو امام اعظم نے ارشاد فرمایا تھا ھو ان یفضل الشیخین یعنی ابابکر وعمر اعلی سائر الصحابة وان یحب الختنین یعنی عثمان وعلی وان یری المسح علی الخفین۔ (حاشیہ ہدایہ اولین ص ۵۵)

حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تمام صحابہ پر فضیلت دینا اور حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے محبت کرنا اور خف (موزے) پر مسح کرنا۔ اس سلسلے میں لوگ یہ کہتے ہیں کہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی یہ چار مسلک تو پہلے سے موجود ہیں۔ پھر یہ پانچواں مسلک "مسلک اعلیٰ حضرت" کیوں کہا جاتا ہے۔ تو انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ مسلک اعلیٰ حضرت یہ کوئی پانچواں مسلک نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہی ہے کہ یہ چاروں مسلک حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی حق ہیں اور کسی ایک کی تقلید واجب ہے۔ اور یہی امر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی کتب سے ظاہر ہے۔ اس لئے اگر کوئی شافعی یا حنبلی بھی اپنے آپ کو مسلک اعلیٰ حضرت سے منسوب کرتا ہے تو اس کا بھی مطلب ہے کہ مسائل شرعیہ فرعیہ میں وہ اپنے امام کی تقلید کے ساتھ ساتھ عقائد و معمولات اہلسنت وجماعت کا بھی قائل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہدایات و تصنیفات جاری کرتے ہوئے ذمہ داران الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور رقمطراز ہیں۔

"سواد اعظم اہل سنت وجماعت (برصغیر ہندو پاک) کے بیشتر علماء و عوام اپنی تحریر و تقریر اور باہمی گفتگو کے وقت کبھی مذہب اہلسنت اور کبھی مسلک اعلیٰ حضرت کی اصطلاح کا استعمال کرتے ہیں۔ اور بلاشبہ یہ دونوں قدیم وجدید اصطلاحیں شرعاً جائز و درست ہیں۔ مذہب اہلسنت سارے عالم

اسلام کی اصطلاح عام ہے۔ جبکہ مسلک اعلیٰ حضرت برصغیر ہندو پاک کے لوگوں کی اصطلاح خاص ہے۔ اور کوئی لفظ کسی اصطلاحی حیثیت سے جہاں بھی رائج ہو جائے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اس اصطلاح کا موجد کون ہے اور کب کس طرح اس کا آغاز ہوا؟ اس اصطلاح کا وہی معنی ان سارے حقائق و واقع پر مراد لیا جائے گا۔ جہاں تک اس کا دائرہ اور اس کا رواج ہے یہ اصطلاح مسلک اعلیٰ حضرت کا اس زمانے میں ایک خاص فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ وہابی دیوبند سے اہلسنت کا امتیاز واضح ہو جاتا ہے۔

اگر جلسہ جلوس میں اصطلاحات مذہب اہلسنت اور مسلک اعلیٰ حضرت کا استعمال کیا جائے اور حسب ضرورت و افادیت ان کا نعرہ لگایا جائے۔ اسی طرح ایسا کوئی بورڈ اور بینر آویزاں کیا جائے تو بلاشبہ یہ عمل شرعاً جائز و درست ہے۔

مسلک اعلیٰ حضرت یعنی مذہب اہلسنت کو ماننا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اور اگر کوئی شخص مسلک اعلیٰ حضرت کی اصطلاح کو استعمال نہیں کرتا۔ مگر اس کے عقائد و معمولات مذہب اہلسنت و مسلک اعلیٰ حضرت کے مطابق ہیں تو اس کا یہ عدم استعمال شرعاً کوئی فسق و گمراہی نہیں۔ البتہ اس سے اصطلاح مسلک اعلیٰ حضرت کی صحت پر کوئی حرف آتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص مسلک اعلیٰ حضرت کے مسلمہ عقائد سے انکار کرے تو مذکورہ بالا تفصیل کی روشنی میں وہ مسلک اہلسنت سے منحرف قرار پائے گا"

(ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور)

اگر آپ حضرات کے نزدیک مسلک اعلیٰ حضرت کوئی مسلک نہیں ہے تو بطور استفسار آپ حضرات سے سوال کرتا ہوں کہ موجودہ دور میں بہت سے ایسے فرقے باطلہ ہیں جو اپنے آپ کو مذہب امام اعظم کا پیروکار مانتے ہیں۔ اور انہیں کی تقلید کے بھی دعویدار ہیں جیسے وہابی، دیوبندی، ندوی وغیرہ۔ اب اہلسنت اور ان کے درمیان فرق و امتیاز کا کیا طریقہ کیا ہے؟ اس کی آپ نشاندہی فرمائیں۔ میں مسلک اعلیٰ حضرت کے ثبوت کے لئے یہ بات ہر ملک والا کہتا ہوں کہ جس طرح دور حاضر میں سنی صحیح العقیدہ ہونے کے لئے لفظ "بریلوی" کا اضافہ ضروری ہے اسی طرح مذہب امام اعظم کا حقیقی مقلد ہونے کیلئے

مسلک اعلیٰ حضرت کو تسلیم کرنا بھی ضروری ہے۔ آج کل جب تک کوئی سنی صحیح العقیدہ اپنے آپ کو بریلوی نہیں کہتا اس وقت تک اس کی سنیت مشکوک رہتی ہے۔ اسی لئے تو حضرت علامہ سید مدنی اشرفی جیلانی کچھوچھوی ارشاد فرماتے ہیں۔ "میں قادری اشرفی اور خاندانا کچھوچھوی ہونے کے باوجود اپنے آپ کو بریلوی کہتے ہوئے فخر محسوس کرتا ہوں صرف اس لئے کہ جس طرح سے لفظ بریلوی سے سنیت کی تصدیق ہوتی ہے اسی طرح سے مسلک اعلیٰ حضرت سے مذہب امام اعظم کی صحیح ترجمانی ہوتی ہے۔

اجتہادی صلاحیت : یہ امر مسلم ہے کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی قدس سرہ اگرچہ امام اعظم کے مقلد تھے اور آپ انہیں کے اصول پر کاربند تھے۔ لیکن آپ اپنی فقہی بصیرت اور خداداد علمی صلاحیت سے کچھ ایسے نقوش ابھار گئے ہیں جو ہمیں براہ راست امام اعظم کے اقوال وتفریعات سے نہیں ملتے۔ اس کی تفصیل تو بعد میں تحریر کروں گا۔ پہلے آپ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی سے متعلق علمائے کرام ومفکرین اسلام کے تاثرات ملاحظہ فرمائیں۔ مکہ معظمہ کے فاضل سید اسماعیل خلیل نے اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ کو دیکھ کر فرمایا تھا" میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر امام ابوحنیفہ ان کے فتاویٰ کو دیکھتے تو یقیناً ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچتی" شیخ محمد عارف بن سید عبداللہ مدرس مسجد حرام مکہ معظمہ نے فرمایا "مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ اس زمانے میں علماء محققین کے بادشاہ ہیں اور اس کی تمام باتیں کی گئی ہیں ۔ گویا ہمارے نبی ﷺ کے معجزات میں سے ایک معجزہ اس امام یکتا کے دست مبارک پر ظاہر ہوا ہے ۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور ہمارے سارے علماء محققین کے خاتم العلماء اہلسنت کے پیشوا مولانا احمد رضا خاں کی زندگی سے متمتع فرمائے (الدولۃ المکیہ)

حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی یوں رقمطراز ہیں۔ " علم فقہ میں جو تبحر وکمال حضرت ممدوح کو حاصل تھا اس کو عرب وعجم مشارق ومغارب کے علماء نے گردنیں جھکا کر تسلیم کیا۔ تفصیل تو آپ کے فتاویٰ دیکھنے پر موقوف ہے۔ مگر اجمال کے ساتھ دو لفظوں میں یوں کہئے کہ موجودہ صدی میں دنیا بھر کا ایک مفتی تھا۔ جس کی طرف تمام عالم کے حوادث وواقعات استفتاء کے لئے رجوع کئے جاتے تھے۔ ایک قلم تھا جو دنیا بھر کو فقہ کے فیصلے دے رہا تھا۔ وہی تمام ملکوں کے جواب میں لکھتا تھا

۔ان ہی کی تصانیف کے پانچ سو رد بھی کرتا تھا۔ اور دنیا بھر کے سوالوں کے جواب بھی دیتا تھا۔ اعلیٰ حضرت کے مخالفین کو بھی تسلیم ہے کہ فقہ میں ان کا نظیر آنکھوں نے نہیں دیکھا۔ (الافاضات صدر الافاضل)

فتاویٰ پر نظر ڈالنے والا اس نتیجے پر پہنچ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسے بہت سے علوم عطا فرمائے تھے جن سے آج دنیا کے ہاتھ خالی ہے۔ مجھے اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ میں ان کی وسعت معلومات، دقت نظر، طول معانی، بلندی تحقیق، جودت کلام کی تعریف کرنے سے قاصر ہوں۔ باوصف اپنی بے بضاعتی کے ان کے کمالات تک میری ناقص فہم کو جتنی رسائی ہوئی ہے اور ان کو جیسے الفاظ میں تعبیر کرسکتا ہوں وہ حاضر ہے۔ لیکن یہ اس امام جلیل کی رفعت و منزلت کی پوری تصویر نہیں ہو سکتی۔ ایک خداداد نعمت تھی ایک دینی فیض تھا جس کو دیکھنے سے عقل حیران ہے۔ (الافاضات صدر الافاضل)

اختلاف مسلک کے باوجود آپ کی فقاہت و تبحر علمی کا اعتراف غیروں نے بھی برملا کیا ہے۔ چنانچہ معارف اعظم گڑھ رقمطراز ہے "مولانا احمد رضا خاں صاحب اپنے وقت کے زبردست عالم و مصنف اور فقیہ تھے انہوں نے چھوٹے بڑے سینکڑوں فقہی مسائل سے متعلق رسائل لکھے ہیں قرآن کا ایک سلیس ترجمہ بھی کیا ہے۔ ان علمی کارناموں کے ساتھ ساتھ ہزارہا فتووں کے جوابات بھی انہوں نے دیئے ہیں ان فتاویٰ میں سے بعض پیدا شدہ مسائل کے متعلق بھی فتاویٰ ہیں جن کا جواب مولانا نے بڑی وسعت نظری سے دیا ہے۔ بہرحال مولانا کے مخصوص خیالات (مسئلہ تکفیر) سے قطع نظر کرکے فتاویٰ اس قابل ہیں کہ ان کا مطالعہ کیا جائے۔ ان سے معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔ (معارف اعظم گڑھ فروری ۱۹۶۳ء)

اشرف علی تھانوی: "میرے دل میں احمد رضا کے لئے بے حد احترام ہے وہ ہمیں کافر کہتا ہے لیکن عشق رسول کی بنا پر کہتا ہے کسی اور غرض سے تو نہیں کہتا"

ابوالاعلیٰ مودودی: "مولانا احمد رضا خاں صاحب کے علم و فضل کا میرے دل میں بڑا احترام ہے فی الواقع وہ علوم دینی پر بڑی نظر رکھتے تھے۔ اور ان کی اس فضیلت کا اعتراف ان لوگوں کو بھی

ہے جوان سے اختلاف رکھتے ہیں"

مولوی فخر الدین مراد آبادی : مولانا احمد رضا خاں سے ہماری مخالفت اپنی جگہ تھی۔ مگر ہمیں ان کی خدمت پر ناز ہے۔ غیر مسلموں سے ہم آج تک بڑے فخر کے ساتھ یہ کہہ سکتے تھے کہ دنیا بھر کے علوم اگر کسی ایک ذات میں جمع ہو سکتے ہیں تو وہ مسلمان ہی کی ذات ہو سکتی ہے۔ دیکھو مسلمان ہی میں مولوی احمد رضا خاں کی ایسی شخصیت آج بھی موجود ہے جو دنیا بھر کے علوم میں یکساں مہارت رکھتی ہے۔ افسوس کہ آج ان کے دم کے ساتھ ہمارا یہ فخر بھی رخصت ہو گیا۔ (اعلیٰ حضرت کا تعارف)

مولوی سید سلیمان ندوی: اس احقر نے جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کی چند کتابیں دیکھیں تو میری آنکھیں خیرہ کی خیرہ ہو کر رہ گئیں۔ حیران تھا کہ واقعی مولانا بریلوی صاحب مرحوم کی ہیں۔ جن کے متعلق کل تک یہ سنا تھا کہ وہ صرف اہل بدعت کے ترجمان ہیں اور صرف چند فروعی مسائل تک محدود ہیں۔ مگر آج پتہ چلا کہ ہرگز نہیں یہ اہل بدعت کے نقیب نہیں بلکہ یہ تو عالم اسلام کے اسکالر اور شاہکار نظر آتے ہیں۔ جس قدر مولانا مرحوم کی تحریروں میں گہرائی پائی جاتی ہے اس قدر گہرائی تو میرے استاذ مکرم جناب مولانا شبلی نعمانی اور حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمہ اور حضرت مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی اور حضرت مولانا شیخ التفسیر علامہ شبیر احمد عثمانی کی کتابوں کے اندر بھی نہیں۔ جس قدر مولانا بریلوی کی تحریروں کے اندر ہے۔ (اعلیٰ حضرت کا تعارف)

شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال : "ہندوستان کے دور آخر میں مولانا احمد رضا خاں جیسا طباع اور ذہین فقیہ پیدا نہیں ہوا۔ ان کے فتاویٰ ان کی ذہانت، فطانت، جودت طبع، کمال فقاہت اور علوم دینی میں تبحر علمی کے شاہد عدل ہیں۔

مولوی نظام الدین فقیہ احمد پوری: "اعلیٰحضرت کے فتاویٰ دیکھنے کے بعد یوں رطب اللسان نظر آتے ہیں" علامہ شامی اور صاحب فتح القدیر مولانا (اعلیٰحضرت) کے شاگرد ہیں۔ یہ تو امام اعظم ثانی معلوم ہوتے ہیں۔

اسی طرح سے مولانا غلام رسول سعیدی نے لکھا ہے کہ "اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی شخصیت

میں واضح طور پر اجتہادی جھلک نظر آتی ہے۔ آپ نے بے شمار ایسے قواعد مقرر فرمائے کہ اگر وہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے پیش کئے جاتے تو وہ یقیناً ان کی تحسین فرماتے۔ آپ نے متعدد ضوابط و احکام فرمائے جو کتب فقہ میں کہیں نہیں ملتے۔ لیکن ان کا وجود ناگزیر ہے۔ کیونکہ فقہ کی بے شمار جزئیات اپنے انطباق کے لئے ان قواعد و ضوابط کی مرہون منت ہے۔ چونکہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے ان تمام قواعد کا کتاب و سنت سے اکتساب کیا ہے۔ اسلئے یہ بات بلا خوف تردید کہی جا سکتی ہے۔ کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی شخصیت اجتہادی شان کی حامل تھی (امام احمد رضا نمبر)

مسلک اعلیٰ حضرت کی خصوصیات

اب آیئے فقہ اور اصول فقہ کے آئینے میں مسلک اعلیٰ حضرت کی خصوصیات ملاحظہ فرمائیے۔ عام طور پر کتب اصول میں احکام شرعیہ کی سات قسمیں بیان کی جاتی ہیں۔ فرض، واجب، مستحب، مباح، حرام، مکروہ تحریمی، مکروہ تنزیہی۔ لیکن اعلیٰ حضرت نے احکام کی گیارہ قسمیں بیان فرمائی ہیں۔ جن کی تفصیل ہم ذیل میں پیش کر رہے ہیں۔

فرض: جس فعل کا لزوم ثبوتاً اور دلالۃً قطعی ہو اور اس کا انکار کفر ہو اور اس کا ترک موجب استحقاق عذاب ہو۔ خواہ ترک دائماً ہو یا نادراً۔

واجب: جس فعل کا لزوم ثبوتاً یا دلالۃً ظنی ہو اس کا انکار کفر نہ ہو لیکن اس کا ترک موجب استحقاق عذاب خواہ ترک دائماً ہو یا نادراً

سنت مؤکدہ: جس فعل کی تاکید حضور رسول سے ثابت ہو اس کا عادۃً ترک کرنا موجب استحقاق عذاب ہو اور نادراً ترک کرنا موجب استحقاق عتاب ہو۔ یہ ترک عادۃً ہو یا نادراً

سنت غیر مؤکدہ: جس کام کا ترک کرنا موجب استحقاق عتاب ہو خواہ ترک کرنا عادۃً ہو یا نادراً

مستحب: جس کام کے کرنے پر ثواب ہو اور ترک کرنے پر نہ ثواب ہو نہ عتاب۔ خواہ ترک عادۃً ہو یا نادراً

مباح: جس کام کا کرنا نہ کرنا برابر ہو نہ فعل پر عتاب نہ ترک پر۔ خواہ ترک عادۃً ہو یا نادراً

حرام: جس کام سے روکنے کا لازم ہونا دلیل قطعی سے ہو اس کا انکار کفر ہو اور اس کا فعل موجب استحقاق عذاب ہو خواہ فعل دائما ہو یا نادرا

مکروہ تحریمی: جس کام سے روکنے کا لازم ہونا دلیل ظنی سے ہو اس کا انکار کفر نہیں۔ لیکن اس کا فعل موجب استحقاق عذاب ہو۔ خواہ فعل دائما ہو یا نادرا۔

اساءت: جس کام کا عادۃ کرنا موجب استحقاق عذاب ہو اور نادرا کرنا موجب عتاب ہو

مکروہ تنزیہی: جس کام کا کرنا مطلقا موجب استحقاق عتاب ہو خواہ عادۃ کیا جائے یا نادرا

خلاف اولی: جس کام کا ترک کرنا موجب استحقاق ثواب ہو اور کرنا موجب استحقاق عذاب ہو نہ عتاب۔ خواہ عادۃ کیا جائے یا نادرا۔

یہ وہ تقسیم ہے جس کے بارے میں خود اعلی حضرت فرماتے ہیں کہ اس تقریر منیر کو حفظ کر لیجئے۔ کہ ان سطور کے غیر میں نہ ملے گی۔ اور ہزارہا مسائل میں کام دے گی۔ اور صدہا عقدوں کو حل کرے گی کلمات اس کے موافق مخالف سب طرح کے ملیں گے۔ مگر بحمد اللہ تعالی حق اس سے متجاوز نہیں فقیر طمع رکھتا ہے کہ اگر حضور سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے حضور یہ تقریر عرض کی جاتی تو ضرور ارشاد فرماتے کہ یہ عطر مذہب و طراز مذہب ہے۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ ج ۱ ص ۲۰۶ ،)

اسی طرح تیمم کے بارے میں اعلیحضرت نے تین سو گیارہ اشیاء بیان فرماتے ہیں جن میں سے ایک سو اکیاسی ایسی ہیں جن سے تیمم جائز ہے اور ان ایک سو اکیاسی میں چوہتر وہ ہیں جنہیں فقہائے احناف نے بیان فرمایا اور ایک سو سات وہ ہیں جو اعلیحضرت نے اپنے استنباط سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر بیان فرمایا۔ اسی طرح سے ایک سو تیس اشیاء سے تیمم کے عدم جواز کو بیان فرمایا۔ جس میں اٹھاون اشیاء فقہائے احناف نے بیان فرمائی ہیں۔ اور بہتر اشیاء کا عدم جواز اعلی حضرت نے اپنے استنباط سے امام اعظم کے مذہب پر بیان فرمایا ہے۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ ج ۱ ص ۶۹۲ ،)

الفقہ کی تعریف: اصولیین فقہاء اور صوفیاء کرام نے فقہ کی مختلف تعریفیں کی ہیں۔ قارئین کی دلچسپی اور معلومات کے لئے ہم ذیل میں تین تعریفیں پیش کرتے ہیں۔

اصولیین کی تعریف: فقہ احکام شرعیہ فرعیہ کے اس علم کو کہتے ہیں جو دلائل تفصیلیہ سے مکتسب ہو۔ اس تعریف کے اعتبار سے فقہ مجتہدین کا خاصہ ہے۔

فقہا کی تعریف: فقہ مسائل فرعیہ کے حفظ کو کہتے ہیں۔ عام ازیں کہ ان مسائل کا اکتساب دلائل تفصیلیہ سے کیا گیا ہو یا اقوال مجتہدین سے۔ اس تعریف کے اعتبار سے مقلدین کے علم کو بھی فقہ کہہ سکتے ہیں۔

متصوفین کی تعریف: فقہ دنیا سے اعراض کرنا، آخرت کی طرف رغبت کرنا، دین پر بصیرت رکھنا، عبادات پر مواظبت کرنا اور خلائق کو نصیحت کرنا ہے۔ اس تعریف کے اعتبار سے فقہ کی تعریف عالم باعمل اور متقی کامل پر صادق آئے گی۔ (ماخوذ شامی)

طبقات فقہاء: فقہ کی تعریف کے بعد اب ہم آپ کے سامنے طبقات فقہا پیش کرتے ہیں۔ جن کے مطالعہ سے اعلیٰ حضرت کے علمی مقام پر مزید روشنی پڑے گی۔

مجتہدین فی الشرع: یہ وہ لوگ ہیں جو قواعد واصول مقرر فرماتے ہیں اور احکام فرعیہ کو اصول اربعہ سے مستنبط کرتے ہیں۔ اور اصول وفروع میں کسی کے تابع نہیں ہوتے۔ جیسے ائمہ اربعہ ہیں۔

مجتہدین فی المذہب: یہ صرف اصول میں امام کے تابع ہوتے ہیں اور ادلہ اربعہ سے فروع کے استخراج پر قدرت رکھتے ہیں اور مسائل فرعیہ میں بعض جگہ امام کی مخالفت بھی کرتے ہیں۔ جیسے اصحاب ابی حنیفہ (مثلاً امام محمد، امام ابو یوسف، امام زفر رحمۃ اللہ علیہم)

مجتہدین فی المسائل: یہ اصول وفروع میں امام کے تابع ہوتے ہیں اور جن مسائل میں امام سے کوئی روایت نہیں ہوتی ان میں امام کے اصول کے مطابق استخراج کرتے ہیں۔ **اصحاب تخریج:** انہیں اجتہاد پر بالکل قدرت نہیں ہوتی لیکن اصول اور ماخذ پر مکمل عبور ہوتا ہے۔ اس لئے کہ یہ قول مجمل کی تفصیل پر قدرت رکھتے ہیں۔ جیسے ابو بکر رازی جصاص اور کرخی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ۔ **اصحاب ترجیح:** یہ بعض روایتوں کو دوسری بعض روایتوں پر ترجیح دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ جیسے ابو الحسن قدوری اور صاحب ہدایہ۔ **ممیزین:** یہ وہ لوگ ہیں جو روایات میں سے صحیح اصح

قوی، ضعیف اور شواہد و متابع وغیرہ پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ اور ان میں روایات کو باہم تمیز کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ جیسے صاحب کنز اور صاحب وقایہ۔ **محض مقلدین**: یہ وہ لوگ ہیں جنہیں امور مذکورہ میں سے کسی پر قدرت نہیں ہوتی۔ (ماخوذ از امام احمد رضا نمبر)

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ میں پہلے چھ طبقوں میں سے ہر طبقہ کی بہت سی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ بنظر غائر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت میں مجتہدین فی المسائل کی تمام خصوصیات پائی جاتی ہیں چنانچہ آپ کے زمانے میں جو ایسے مسائل پیدا ہوئے ہیں جن پر امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کوئی روایت موجود نہ تھی آپ نے اصول و فروع میں امام اعظم کی اتباع کے ساتھ ان تمام مسائل کا استخراج کیا۔ فتاویٰ رضویہ کی بارہ جلدوں میں اس کی مثالیں کثرت سے موجود ہیں۔ ذیل میں ہم اس فقیہ اعظم کے فتاویٰ کی چند جھلکیاں پیش کرتے ہیں۔ جن سے ان کی فقہی مقام اور صلاحیت کو سمجھنے میں بڑی مدد مل سکتی ہے

مسئلہ تقبیل الابہامین: جس وقت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی سے اذان میں کلمہ شہادت سن کر انگوٹھا چومنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو اس وقت آپ کی عمر شریف ۱۹ سال کی تھی آپ نے ایسا جواب تحریر فرمایا کہ چشم فلک نے ایسا جامع جواب اس مسئلے کا نہ دیکھا ہوگا۔ مقاصد الحسنہ، مسند الفردوس، موجبات الرحمۃ، مدارج، شمس الدین محمد بن صالح مدنی شرح وقایہ، کنز العباد، فتاویٰ صوفیہ اور مجمع بحار الانوار وغیرہ کتب کے حوالوں سے اس فعل کا استحباب ثابت کیا ہے۔ آپ نے اس موضوع پر جو دریا بہائے ہیں اس سے آپ کی فضیلت علمی کا صحیح اندازہ اصل کتاب "منیر العین فی تقبیل الابہامین" کے مطالعہ سے ہی ہو سکتا ہے۔ یہ نفیس رسالہ تحقیق کا ایک بحر بیکراں، گلشن مصطفوی کا گل بے خزاں تا حال مسلسل گہر افشانی کر رہا تھا۔ **مسئلہ سماع موتیٰ**: بعض علماء دیوبند جو وہابیت ہونے کا دعویٰ کرتے تھے۔ اور وہابیت کا دم بھرتے تھے۔ معتزلہ کی اتباع میں سماع موتیٰ کا انکار کرنا شروع کر دیا تھا اسی زمانے میں ان کے ایک مولوی صاحب کا فتویٰ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں سے گزرا۔ بزرگان دین کو منوں پتھروں کی طرح ٹھہرائے جانے پر آپ کی دینی حمیت نے ایسا مسکت جواب

تحریر فرمایا کہ جو زمانۂ دین میں کل اولیاء عظام اور علماء اسلام کی مقدس روحوں کو اپنی طرف متوجہ کرلیا اور ان
کے ناموس کو وہ مقام دیا کہ مسلمانوں کے گھروں میں احسان کی محفلیں قائم ہیں۔ اس معرکۃ الآرا علمی
تحقیق کا تاریخی نام "حیات الموات فی بیان سماع الاموات" ہے۔

نوٹ کی حقیقت اور متعلقہ مسائل: اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے زمانے میں
نوٹ (روپیہ) بالکل نو ایجاد چیز تھی۔ مفتیانِ عظام سے اس کے بارے میں شرعی حکم دریافت کیا جاتا
تو تسلی بخش جواب دینے میں تامل کیا جاتا تھا حتیٰ کہ مکہ مکرمہ کے مفتی احناف مولانا جمال بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ
علیہ نے اس کے جزئیہ کا کما حقہ حکم شرعی بیان کرنے سے اپنا عذر "العلم امانۃ فی اعناق العلماء" کہہ
کر پیش کیا تھا۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پوری دنیائے اسلام پر یہ احسان عظیم ہے کہ آپ نے
اس مسئلہ کو اس کی صحیح صورت میں دنیا کے سامنے بدلائل ظاہرہ واضح حکم جزئیات واضح فرمایا
۔ جس کا تاریخی نام "کفل الفقیہ الفاهم فی احکام قرطاس الدراهم" ہے۔ جب یہ
کتاب شائع ہوئی تو علماء مکہ انگشت بدنداں رہ گئے۔ پوری دنیا کے علماء کرام عش عش کر اٹھے۔ مکہ
مکرمہ کے ایک جید عالم مفتی حضرت علامہ مولانا عبداللہ بن صدیق جب کتاب کے اس مقام
پر پہنچے جہاں پر اعلیٰ حضرت نے فتح القدیر سے یہ عبارت نقل فرمائی تھی "لو باع کاغذۃ
بالف یجوز ولا یکرہ" یعنی اگر کوئی شخص اپنے کاغذ کا ٹکڑا ہزار روپے میں بیچے تو بلا کراہت جائز
ہے۔ تو آپ پھڑک اٹھے اور اپنی ران پر ہاتھ مار کر بولے "این جمال بن عبدالله من هذا
النص الصریح" حضرت جمال بن عبداللہ اس نص صریح سے کہاں غافل رہ گئے۔ اس طرح
کے بہت سے فقہی مسائل اور واقعات ہیں جو اعلیٰ حضرت نے دلائل و براہین کی روشنی میں چٹ
چٹکی میں حل کر دیئے ہیں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

نذرانۂ عقیدت

کاروانِ مسلکِ اعلیٰ حضرت کے نام

جنہوں نے مسلکِ حق، مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت
تحفظ و بقا کے لئے تن من دھن سے ہمہ وقت مصروف رہے اور مصروف ہیں۔

آل انڈیا جماعت رضائے مصطفےٰ شاخ بھیونڈی

وصیت و نصیحت

گل گلزار برکاتیت محافظ مسلک اعلیٰحضرت حضور احسن العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی سیّد **مصطفےٰ حیدر حسن میاں** علیہ الرحمہ سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کی مبارک نصیحت و وصیت۔

"میرا جو بھی مرید مسلک اعلیٰ حضرت سے ذرا سا بھی ہٹ جائے تو میں اس کی بیعت سے بیزار ہوں اور میرا کوئی ذمہ نہیں ہے، یہ میری زندگی میں نصیحت، میرے [illegible] کے بعد میری وصیت ہے"

حضور احسن العلماء رضی اللہ تعالیٰ عنہ اعلیٰ حضرت اور مفتیٔ اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ذکر ہمیشہ "میرے اعلیٰحضرت، میرے مفتیٔ اعظم" سے فرماتے تھے، اور اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "رضائے آل رسول" فرماتے تھے، اور فرماتے "میرے خاندان کی دو بڑی کرامتیں ہیں ایک کا نام حضور اعلیٰحضرت مولانا الشاہ محمد احمد رضا خان فاضل بریلوی اور دوسری کرامت کا نام ہے حضور مفتیٔ اعظم مولانا الشاہ مفتی محمد مصطفےٰ رضا خان بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

آل انڈیا جماعت رضائے مصطفےٰ شاخ بھیونڈی کا

دینی پروگرام:

★ سنی جامع مسجد بندہ نواز انصار نگر بھیونڈی

★ سنی جامع مسجد نعیمی نگر بھیونڈی

★ سنی جامع مسجد رضائے مصطفےٰ کاکڑی نگر بھیونڈی

میں ہوتا ہے لہٰذا ہر پروگرام میں شرکت فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

Mob.: 09604383988 / 09011727265 / 09320713974

Printed By: Azhari Offset Bhiwandi: 09890299541 / 08483825088